موضوع کے انتخاب سے تھیس کی تدوین تک

(بنیادی اصول وطریقہ کار)

پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی ☆

آج کی دنیا بیش بہا علوم کی دنیا ہے لحہ بہ لحہ نئی دریافتیں، نئے حقائق اور نئے انکشافات منظر عام پر آرہے ہیں، علمی دنیا میں یہ ترقی اس بنا پر ہوئی ہے کہ انسانی ذہن مسلسل کوشش و کاوش تلاش وجستجو میں مصروف ہے انسان کے جزبہ تحقیق نے سچائی کا سراغ لگاتے ہوئے حقیقتوں کی تصدیق کی ہے مختلف علوم وفنون میں ربط اور افہام وتفہیم بھی پیدا کیا ہے۔

تحقیق ایک جامع و مسلسل عمل ہے اس میں کوئی نتیجہ حرف آخر نہیں ہے، افکار و نظریات کی نشو وارتقاء اس کے مرہون منت ہیں۔ تحقیق نئے اسرار و رموز کی طرف متوجہ کرتی ہے غلطیوں اور خامیوں کو دور کرکے مسائل کی گتھی سلجھاتی ہے۔

تحقیق و ریسرچ کا آغاز دوصورتوں میں ہوتا ہے، پہلی یہ کہ انسان کو کوئی مشکل پیش آتی ہے تو ذہن تحقیق کی طرف مائل ہوتا ہے اور کسی نتیجہ پر پہنچ کر اس کا حل نکال لیتا ہے دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ ایم اے، ایم فل، پی ایچ ڈی، ڈی لٹ کے ریسرچ اسکالر از خود کسی موضوع کو منتخب کرکے اس پر کام کرتے ہیں۔

ہمارے ہاں ریسرچ کرنے والے طلبہ کو بہت سی مشکلات کا سامانا کرنا پڑتا ہے موضوع کا انتخاب کیسے کیا جائے؟ سینپس (Synopsis) اور کتابیات کیسے تیار کی جائے مواد کی تدوین وتہذیب کیسے ہو؟ حواشی کے اسلوب کیا ہوں؟ میں تیرہ سال خالد اسحاق ایڈوکیٹ

☆ایم فل/ پی ایچ ڈی سپر وائزر ہائر ایجوکیشن کمیشن پاکستان، وفاقی اردو یونیورسٹی، جامعہ کراچی۔

لائبریری کا انچارج رہا اس دوران تقریباً ۳۳ ایم اے، ایم فل/ پی ایچ ڈی مقالات میرے تعاون سے لکھے گئے (مقالہ نگاروں نے مقدمہ میں میرا ذکر بھی کیا ہے) اب الحمدللہ سندھ سے دو افراد کو ہائر ایجوکیشن کمیشن نے اسلامیات کے لئے سپروائزر رجسٹرڈ کیا ہے، جس میں سے ایک میرا نام ہے اس کے علاوہ وفاقی اردو یونیورسٹی، جامع کراچی میں سپروائزر ہوں ان طویل تجربات کے دور میں طلبہ یہی سوالات مختلف انداز میں کرتے رہے ہیں انہی ضرورتوں کے پیش نظر میں نے آج سے پانچ سال قبل ایک مضمون بعنوان ''تھیس کی ترتیب وتدوین کے رہنما اصول تحریر کیا تھا جو کہ مجلّہ معارف اسلامیہ ج ۲، ش ا۔۲، ۲۰۰۰ء کراچی یونیورسٹی سے شائع ہوا لیکن رسالہ کے مدیر کی نااہلی کے سبب (قطع وبرید کے بعد) اس کی افادیت ختم ہوگئی تھی پھر بھی ریسرچ اسکالر نے اسے بہت پسند کیا اس کے بعد ڈاکٹر احمد شلبی کی کتاب ''کیف تکتب بحثا'' کا ترجمہ کیا ہے جو کہ زیر طبع ہے اور یہ تیسری کاوش آپ کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے''۔

موضوع کے انتخاب سے پہلے:

ریسرچ اسکالر کو موضوع کے انتخاب سے پہلے خود اپنا جائزہ لینا چاہئے کیا وہ تحقیق اور حصول مواد کے لئے وقت نکال سکتا ہے؟ اور مواد کہاں سے؟ کیسے حاصل کرے گا؟ اور کیا ان اخراجات کا متحمل ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہو تو اپنے ذہنی رجحانات کا جائزہ لے کہ کس موضوع پر مطالعہ کے لئے طبیعت زیادہ آمادہ ہوتی ہے؟ اب تک جو کتب خریدنے کا اتفاق ہوا ہے اس میں غالب مواد کس پہلو پر ہے؟ جو کچھ لکھا ہے اس کا تعلق علوم اسلامیہ کی کس صنف سے ہے؟ تفسیر ہے، اصول تفسیر ہے، فقہ ہے اصول فقہ ہے حدیث ہے اصول حدیث ہے سیرت ہے اصول سیرت ہے، خواتین کے حوالہ سے ہے یا عقائد کے حوالہ سے تاریخ سے ہے یا سائنس سے وغیرہ جس موضوع کی جانب ذہنی رجحان واضح ہو جائے اسی کے حوالہ سے اہل علم سے تبادلہ خیال کرے اور اس موضوع کی کم از کم کسی ایک کتاب کا مکمل مطالعہ کرے تاکہ موضوع کی وسعت وامتیازی پہلو نمایاں ہو جائیں۔

موضوع اور عنوان کا انتخاب:

تحقیقی مقالات میں موضوع پھر عنوان کا انتخاب بنیادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے لہٰذا اس انتخاب میں ریسرچ اسکالر کو خوب غور وخوض کرنا چاہئے اور سپروائزر کو پوری مدد کرنی چاہئے جتنا بہتر مطالعہ ہوگا اتنا ہی بہتر انتخاب ہوگا جنرل نالج جتنی بہتر ہوگی سینپس (Synopsis) اتنا ہی جامع و مانع ہوگا۔

عنوان ایسا ہونا چاہئے جو مقالہ کے تمام ابواب وفصول کا احاطہ کرتا ہو، اور جامع و مانع ہو اس پہلو پر اس سے قبل کسی یونیورسٹی میں کام نہ ہوا ہو جس پہلو پر کام کا ارادہ ہے اس پر مواد موجود ہو، جس پہلو پر تحقیق کا ارادہ ہے وہ پہلو قابل تحقیق ہونا چاہئے جس زبان میں مواد موجود ہے اس زبان پر دسترس ہونی چاہئے اگر کوئی شخص جدید بینکنگ کے کسی پہلو پر کام کرنا چاہتا ہے تو اسے انگریزی زبان سے واقف ہونا چاہئے، اگر کوئی قرآن یا حدیث کے تراجم کا جائزہ لینا چاہتا ہے تو اسے اردو اور عربی گرامر ولغت سے مکمل واقفیت ہونی چاہئے۔

سینپس (Synopsis) کی تیاری:

کسی بھی پہلو پر کام کا آغاز کرنے سے قبل ایک ریسرچ پلان تیار کیا جاتا ہے جسے خاکہ (Synopsis) کہا جاتا ہے جس کے معنی ہیں ایک ساتھ نظر ڈالنا اس کے معنی تلخیص بھی ہیں لیکن لفظ سینپس (Synopsis) کا جملہ فہرست ابواب وفصول کے لئے استعمال ہوتا رہا ہے ورنہ مغرب ممالک میں اس کے لئے آؤٹ لائن (Out Line) اور ایک صفحہ پر پیش کردہ خلاصہ کے لئے تلخیص (Abstract) کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

عربی زبان میں دونوں کے لئے جامع لفظ "خطة البحث" استعمال کیا جاتا ہے اردو زبان میں خاکہ بھی جامع لفظ ہے جس کے معنی ہیں مختلف تصورات کی تقسیم وترتیب۔

ریسرچ اسکالر کو چاہئے پہلے عنوان کی وسعت کو پانچ تا آٹھ ابواب میں تقسیم کرے پھر ہر باب کو دو تا پانچ فصل میں تقسیم کرے اور اگر ضرورت ہو تو ہر فصل کو مختلف مباحث میں بھی تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

کمپوزنگ کے وقت باب کو ۲۴ پوائنٹ اور فصل کو ۱۶ یا ۱۸ پوائنٹ میں کمپوز کرائیں۔

جس عنوان پر کام کرنا چاہتے ہیں اس کی اہمیت کام کی غرض و غایت اور طریقہ کار کو Ax4 کے سائز کے ایک صفحہ پر مختصر جامع و مانع انداز میں اس طرح بیان کریں کہ مطالعہ کرنے والے ممبران (BASR) بخوبی کام کی اہمیت جدت وندرت کو سمجھ لیں۔

سینپس کے آخر میں جس پہلو پر کام کیا جارہا ہے اس میں ممکنہ طور سے استعمال ہونے والی کتب کی فہرست منسلک کردی جائے فہرست کتب مختلف انداز میں ترتیب دی جاتی ہے لیکن اصولی طور سے کتاب کے مکمل کوائف کا اندراج ہونا چاہئے جس میں مصنف کا نام کتاب کا نام جس شہر یا ملک سے شائع ہوئی ہے اس کا نام پبلشرز کا نام اور سنہ اشاعت وغیرہ شامل ہیں کتابیات ابجدی ترتیب (ڈکشنری کے اصول) پر تیار کرنی چاہئے۔

داخلہ کا طریقہ:

ایم فل/ پی ایچ ڈی کے سینپس کی تیاری کے بعد سپروائزر سے ہر صفحہ پر تصدیق کروائی جائے گی اور خود ریسرچ اسکالر بھی ہر صفحہ پر اپنے دستخط کرے گا پھر جس یونیورسٹی میں داخلہ لینا ہے وہاں سے فارم وصول کرے اس کی شرائط کا مطالعہ کریں فارم پر کوائف بھرنے کے بعد خود دستخط کریں سپروائزر سے دستخط کرائیں اس کے بعد یونیورسٹی کے چیئرمین سے دستخط کرائیں۔ یونیورسٹی میں رجسٹریشن فیس جمع کرا کے رسید اپنے پاس محفوظ رکھیں اور فارم پر سینپس کے جتنے سیٹ مع تعلیمی ڈگریوں کے مانگے گئے ہوں اتنے عدد فائل میں ترتیب سے کر کے جمع کرادیں اور رسیونگ محفوظ رکھیں۔

یونیورسٹی کی داخلہ کمیٹی (BASR) آپ کے سینپس کا جائزہ لے کر داخلہ دے دے گی اور داخلہ کا لیٹر جاری کرے گی جامعہ کراچی میں یہ پروسیجر چھ ماہ کا ہے دیگر یونیورسٹیز میں ایک سے دو ماہ لگتے ہیں، لیٹر وصول کر کے داخلہ فیس جمع کرائی جائے گی اور انرولمنٹ کارڈ بنوایا جائے گا، یونیورسٹی میں جمع کئے جانے والے تمام کاغذات کی فائل ریسرچ اسکالر اور سپروائزر دونوں کے پاس ہونی چاہئے اس عمل کے بعد طالب کا یونیورسٹی سے تعلق ختم ہو

جاتا ہے صرف سپروائزر سے تعلق رہتا ہے۔

ریسرچ کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا آغاز کیسے کیا جائے؟

''ریسرچ'' کے لئے عربی میں ''بحث'' اردو میں ''تحقیق'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے بحث کہتے ہیں تفتیش اور غور وفکر (۱) ایسی کوشش جو کسی مسئلہ کو حل کرنے کے لئے کی جائے (۲) گویا بحث نام ہے منظم انداز میں کسی خاص موضوع پر تلاش وجستجو کے ذریعہ ایسی معلومات حاصل کرنے کا جو انسانیت کے لئے مفید ہو (۳) ''تحقیق'' بھی بنیادی طور سے عربی کا لفظ ہے باب تفعیل سے اس کے معنی میں کھوٹے کھرے سے چھان بین کے ذریعہ کسی بات کی تصدیق کرنا (۴) اور اسی مفہوم کے ساتھ اردو میں مستعمل ہے۔ ''ریسرچ'' ایک انگریزی لفظ ہے اور تحقیق کے مفہوم کو مکمل طور سے ادا کرتا ہے۔ (۵) اس کے ایک معنی ہیں توجہ سے تلاش کرنا دوسرے معنی ہیں دوبارہ تلاش کرنا رابرٹ راس (Robert Ross) کے مطابق یہ فرنچ لفظ (Recher Cher) سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں پیچھے جا کر تلاش کرنا۔ (۶) (To Search Back) انگریزی لفظ (Search) کا ماٴخذ ہے فرنچ لفظ (Chercher) اور یہ نکلا ہے لاطینی لفظ (Circare) سے جس کے معنی ہیں گھومنا گویا ریسرچ کے معنی ہوئے گھوم پھر کر تلاش کرنا۔ (۷)

ڈاکٹر نجم الاسلام گڈ اور اسکیٹس (Good and Scaters) کے حوالہ سے لکھتے ہیں تحقیق شامل ہے مسئلہ کے تعین میں قابل لحاظ حد تک احتیاط کو اور مسئلہ کا حل تلاش کرنے کے لئے بہترین طریقوں کے طے کرنے کو اور اس میں ہمیشہ ندرت یا نئے پن کا ایک عنصر ہوتا ہے (۸) یہ تعریف محفوظ عزام کی وضاحت کے بعد مکمل ہو جاتی ہے کہ تھیسس کا بنیادی ہدف کسی نئے پہلو کو اجاگر کرنا یا کسی قدیم موضوع کو جدید اسلوب تحقیق اور ادلہ کے ذریعہ زندہ کرنا یا کسی قدیم نظریہ کو جدید اسلوب میں بیان کرنا ہے۔ (۹)

تحقیقی عمل میں ریسرچ اسکالر کو چھے باتوں سے واسطہ پڑتا ہے، ۱۔ موضوع کا انتخاب، ۲۔ تحقیقی خاکہ (Synopsis)، ۳۔ ماٴخذات کی تلاش، ۴۔ موضوع سے

متعلق مواد کا انتخاب، ۵۔تنقید و تجزیہ، ۶۔مقالہ نگاری۔(۱۰)

موضوع کے انتخاب اور تحقیقی خاکہ پر مقالہ کے آغاز میں کچھ اصول آپ نے ملاحظہ کیے تیسرا نکتہ مأخذ کی تلاش ہے مأخذ کہتے ہیں جن کتابوں یا چیزوں سے مواد حاصل ہوتا ہو، مثلاً آپ کا ریسرچ پلان اگر فقہ سے تعلق رکھتا ہے تو آپ کو فقہ پر لکھی گئی تمام بنیادی کتابوں سے استفادہ کرنا ہوگا ابتداء کم از کم کسی ایک منتخب کتاب کا مکمل مطالعہ کریں تا کہ عنوان سے متعلق ذہن پر تمام پہلو روشن ہو جائیں پھر اس مخصوص پہلو پر دیگر کتب فقہ سے مواد جمع کرتے جائے۔

مواد جمع کرنے کا طریقہ:

تھیس میں اگر پانچ ابواب ہیں تو ہر باب بلکہ اگر ضرورت محسوس کریں تو ہر فصل کے لئے الگ الگ فائلیں بنالیں فائل پر متعلقہ باب وفصل کا عنوان لکھ لیں۔

ایک فائل مقدمہ ایک فائل کتابیات ایک فائل متفرقات کے لئے مختص کرلیں، ایک یادداشت کا رجسٹر اور سینپس کی کاپی ہمیشہ ہمراہ رکھیں جب کسی لائبریری میں جائیں یا کسی مذاکرہ میں شریک ہوں یا کسی چیز کا مطالعہ کریں تو جو چیز تھیس کے کام کی ملے اسے نوٹ کرلیں زیادہ بہتر ہے فوٹو کرالیں اور متعلقہ فائل میں جمع کرتے جائیں چھ ماہ تا ایک سال مسلسل مطالعہ کے بعد ریسرچ اسکالر لکھنے کے قابل ہو جاتا ہے اور اس دوران اکثر مواد جمع ہو جاتا ہے۔جس باب کے بارے میں اندازہ ہو کہ اس پر متعلقہ مواد ممکنہ حد تک جمع ہو چکا ہے پہلے اسے مرتب کریں پھر دیگر ابواب مرتب کریں ترتیب لازمی نہیں مقدمہ سب سے آخر میں مرتب کیا جائے گا۔

مواد کا انتخاب اور تحقیق و تجزیہ:

تھیس کے لئے مواد جمع کرتے ہوئے مأخذ کی حیثیت کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ مناسب مصادر سے استفادہ کیا جائے ثانوی ماخذ سے یا بغیر حوالہ کے لکھی گئی کتب سے استفادہ کرنے سے بچنا چاہئے جس قدر کم سے کم اقتباس لئے جائیں مناسب ہوگا صفحات کی

صفحات کسی جگہ سے اخذ کرنا یہ ریسرچ نہیں جمع وترتیب ہے مقالہ کی ترتیب میں اس عمل سے خصوصاً بچنا چاہیئے۔

کسی موقف کا تجزیہ کرنے سے پہلے جانبین کے دلائل منصفانہ انداز میں پیش کرنا چاہیئے پھر جانبین کے دلائل کا تجزیہ کرکے اپنی منصفانہ رائے مدلل انداز میں پیش کرنا چاہیئے۔

مقالہ طویل پیراگرافوں مبہم مباحث غیر ادبی انداز۔ سے منزہ ہونا چاہیئے موقف کو سادہ دلنشیں اور مختصر انداز میں پیش کیا جاتا ہے مقالہ میں علمی اسلوب اختیار کیا جائے تذلیل یا تعصب کا اسلوب وانداز نہیں اختیار کرنا چاہیئے، ریسرچ اسکالر کوامانت ودیانت کا دامن ہر حال میں پکڑے رہنا چاہیئے۔

تھیسس کی ترتیب وتدوین کے اصول:

میں اب مختصراً صرف آخری پہلو مقالہ نگاری سے بحث کروں گا اس لئے کہ ریسرچ اسکالرکو زیادہ ضرورت اسی کی ہے۔

تھیسس کا ٹائٹل صفحہ (Title Page):

بات کا آغاز میں تھیسس کے ٹائٹل سے کروں گا کہ وہ کیسا ہونا چاہیئے اس حوالہ سے میرے استاذ ڈاکٹر احمد شلبی کی رائے یہ ہے کہ اس پر تھیسس کا عنوان ہونا چاہیئے پھر ریسرچ اسکالر کا نام اس کے بعد یہ وضاحت ہونی چاہیئے کہ یہ کس ڈگری (ایم اے/ ایم فل یا پی ایچ ڈی) کے لئے لکھا گیا ہے اس کے بعد ڈپارٹ پھر ادارہ یا یونیورسٹی کا نام ہونا چاہیئے آخر میں تھیسس جمع کرانے کا سال درج ہونا چاہیئے۔لیکن میرا خیال ہے اس پر چند چیزوں کا مزید اضافہ ہونا چاہیئے مثلاً تھیسس کے عنوان کے اوپر یا اس سے نیچے ادارہ یا یونیورسٹی کا مونو گرام ہونا چاہیئے، ریسرچ اسکالر کے نام کے بعد سپروائزر کا نام ہونا چاہیئے (خواہ ایک ہوں یا دو ہوں)۔(۱۱) یونیورسٹی کے نام کے ساتھ اس صوبہ اور ملک کا نام بھی ہونا چاہیئے اور یہ معلومات تھیسس کے (بائیں سائڈ) انگریزی میں اور دائیں سائڈ اس زبان میں ہوں جس میں تھیسس لکھا گیا ہے تاکہ پہلی نگاہ میں دیکھنے والا جملہ بنیادی معلومات حاصل کرلے۔طلباء

کی سہولت کی خاطر ایک مثال پیش خدمت ہے۔

The Quranic Contributions of Ulama-e-Deoband

From 1866 To 1988

مونوگرام

Ph.D. Thesis

Research Scholler
Salah Uddin Sani

Under The Guidanice of
Prof: Dr. Ahmed Iqbal

Department of Islamic Culture
and Comparative Religions

University Of Sindh
Jamshoro Pakistan
1994

ٹائٹل صفحہ کے بعد والا صفحہ خالی چھوڑ کر اندر دوبارہ یہی ٹائٹل دے سکتے ہیں۔(۱۲) اس کے بعد تھیس کی فہرست مضامین لگائی جائے پھر مقدمہ کو رکھیں کبھی ایسا کیا جاتا ہے کہ مقدمہ سے پہلے ایک صفحہ پر انتساب یا اظہار تشکر لگا دیا جاتا ہے لیکن زیادہ بہتر یہ ہے کہ مقدمہ میں ان امور کو شامل کرلیا جائے۔

فہرست مضامین:

فہرست مضامین میں یہ ملحوظ ہے کہ فہرست اہم عنوانات کی جامع و مانع ہونی چاہئے زیادہ تفصیلی جزئیات کا احاطہ کرنے والی نہ بنائی جائے اس کے بعد مقالہ میں جو جداول، نقشے شامل کئے گئے ہوں ان کی فہرست دی جائے۔(۱۳)

فہرست مضامین میں باب یا فصل کے بالمقابل جملہ صفحات کی تعداد دے دی جائے مثلاً:

پہلا باب اکابر علماء دیوبند کی قرآنی خدمات ۲۵۔۹۵

اس کے بعد عنوانات پر صرف متعلقہ صفحہ کا نمبر دیں جب دوسرا باب آئے تو پھر یہی ترتیب دہرائیں۔

مقدمہ:

تھیس کا مقدمہ ''سخن گفتنی'' یا ''پیش لفظ'' کے عنوان کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔(۱۴) اس مقدمہ میں چند باتوں کا احاطہ کیا جاتا ہے پہلی یہ کہ موضوع کی اہمیت اور غرض وغایت یعنی ریسرچ اسکالر اس موضوع پر کیوں کام کرنا چاہتا ہے؟ اس کام کے کیا فوائد واہداف ہیں؟ دوسرے یہ کہ جو کام اس موضوع پر پہلے ہو چکا ہے اس کا تعارف اور اپنے کام سے تقابلی مطالعہ اگر کسی مخطوطہ کو ایڈیٹ کرنے کا کام ہے تو دیگر مخطوطات جہاں جہاں ہیں ان سب کا تعارف جو مخطوطہ پیش نظر ہے اس کی خوبیاں بیان کی جائیں گی تیسرے یہ کہ تھیس کا خلاصہ (Abstract) ابواب کی ترتیب کے لحاظ سے بیان کیا جائے گا جو کہ دو صفحات سے زیادہ نہ پھیلے یہ ملحوظ رہے کہ مقدمہ کی زبان و بیان دونوں معیاری ہوں۔(۱۵) پانچویں یہ کہ مقدمہ کے آخر میں اساتذہ، معاونین، لائبریرین کا اگر کم ہوں تو نام بنام زیادہ ہوں تو بغیر نام لئے بھی شکریہ ادا کیا جاتا ہے، ارشاد نبوی ﷺ ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ چھٹے یہ کہ بعض مقالہ نگار اپنے تھیس میں مختلف علامات واشارات بھی استعمال کرتے ہیں جو کہ مختلف مخطوطات کے نسخوں کی طرف اشارہ کرنے کے لئے اپنے طور سے متعین کر لیتے ہیں

انہیں چاہئے اظہار تشکر سے پہلے ان اشارات و تخففات کی وضاحت بھی کردیں۔ (۱۶) ساتویں اور آخری بات یہ ہے کہ مقدمہ کی ایک حیثیت یہ ہے کہ وہ تھیس کا حصہ نہیں ہے اس لئے کہ اس سے موضوع کا آغاز ہی نہیں ہوتا ہے، یہی وجہ ہے اس کے لئے مسلسل گنتی کے بجائے ابجدی حروف یا رومن ہندسے استعمال کئے جاتے ہیں اردو حروف تہجی عربی اور فارسی سے لے گئے ہیں ان کی تعداد بتیس ہے۔ (۱۷) لیکن میرا خیال ہے ان کے لئے ابجدی حروف کا استعمال صحیح نہیں ہے اس لئے کہ چار حروف اردو میں فارسی سے زائد ہو جاتے ہیں اسی طرح رومن ہندسوں کا استعمال بہت کم ہے لہذا قاری کی سہولت کے لئے یا تو مسلسل صفحات نمبر دیئے جائیں یا پھر مقدمہ پر الگ نمبر دے کر دوبارہ پہلے باب سے نمبر کا آغاز کیا جائے۔ (۱۸)

تھیس کی خصوصیات:

مقالہ کسی بھی ڈگری کے حصول کے لئے ہو اس میں چند خصوصیات کو لازماً ملحوظ رکھنا چاہئے۔

پہلی خصوصیت: یہ ہونی چاہئے کہ پورا مقالہ مربوط ہو یعنی عنوان کا ابواب کے ساتھ ابواب کا باہم ایک دوسرے کے ساتھ اور باب کا ماتحت فصول و مباحث کے ساتھ ربط ہونا چاہئے ربط کے ساتھ ارتقائی اسلوب اختیار کرنا چاہئے۔ (۱۹) ڈاکٹر احمد شلبی کی رائے ہے کہ ہر باب کے آخر میں اس باب کا مختصر خلاصہ بھی بیان کردینا چاہئے۔ (۲۰) باب کا عنوان ایسا ہونا چاہئے جو ماتحت فصول کی نمائندگی کا حق ادا کرتا ہو۔

دوسری خصوصیت: یہ ہونی چاہئے کہ صنائع، بدائع، پر تکلف عبارات اور مقفی و مسجع عبارات سے پاک ہو یعنی بالقصد اس پہلو کو غالب نہیں کرنا چاہئے بلکہ محقق اور ریسرچ اسکالر کو اپنی جودت طبع، مضمون پر گرفت کے ذریعہ تحریر میں لطف و چاشنی پیدا کرنی چاہئے اس لئے کہ تحقیقی مقالہ میں مواد کی تلاش و تحقیق اور اس سے ممکنہ نتائج کا اخذ واکتساب مقصود ہوتا ہے۔ (۲۱) جس زبان میں تھیس لکھا جارہا ہو اس زبان کے قواعد املاء ولغت کا پورا لحاظ رکھنا

چاہئے ورنہ یہ تھیسس کا نقص شمار ہوگا۔(۲۲) اسی طرح زبان وبیاں مروجہ وعہد حاضر کی ہو قدیم زبان یا تکے بے تکے انگریزی وعربی کے جملوں کی بھرتی سے پرہیز کرنا چاہئے البتہ جہاں مخصوص اصطلاحات (Technicalterms) کی ضرورت ہو انہیں استعمال کیا جا سکتا ہے۔(۲۳)

تیسری خصوصیت: تھیسس میں مختصر جملہ وپیراگراف بڑے جملہ سے بہتر ہے۔ (۲۴) ہمارے ہاں رواج ہے مقالہ میں لمبے لمبے پیراگراف بلکہ صفحات کے صفحات شامل کر لئے جاتے ہیں اصولاً یہ غلط ہے اور تھیسس کے معیار کے لئے نقص ہے۔

تھیسس میں عربی، انگریزی، فارسی زبانوں کے پیراگراف کا ترجمہ دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔(۲۵) لیکن سہولت کی خاطر ترجمہ بھی دے دیا جاتا ہے تاکہ قاری تقابلی مطالعہ کے ذریعہ فیصلہ کر لے کہ مفہوم اخذ کرتے ہوئے اسکالر سے کوئی غلطی تو نہیں ہوئی ہے، پیراگراف نقل کرتے ہوئے دونوں سائڈ سے مختصر جگہ چھوڑ دینی چاہئے تاکہ عام متن سے نمایاں ہو جائے، یہ بات ذہن میں رہے کہ پیراگراف پیش کرنے سے صرف دو مقاصد ہونے چاہئیں، ایک اپنے موقوف کی تائید یا پھر کسی مصنف کے نقطہ نظر کا تجزیہ کر کے اس کی تردید کرنا۔(۲۶)

پیراگراف پیش کرنے سے پہلے مصنف کا نام مع لقب یا عہدہ بیان کرنا چاہئے تاکہ قاری کو معلوم ہو جائے یہ شخصیت کس درجہ کی ہے۔(۲۷)

چوتھی خصوصیت: یہ ہے کہ مقالہ کا آغاز براہ راست موضوع سے کیا جائے طویل تمہید، غیر متعلقہ مواد سے پرہیز کیا جائے کامیاب محقق اور معیاری مقالہ وہی ہے جس کا حجم کم ہو مقدار کے مقابلہ میں معیار کو پیش نظر رکھا جائے صفحات کی تعداد ۴۰۰ تا ۷۰۰ مناسب ہے۔

پانچویں خصوصیت: یہ ہے کہ اپنے موقف کے نکات کو بیان کرتے ہوئے دلیل سے کام لیا گیا ہو یہ دلیل قرآن سنت کے علاوہ کسی بھی موضوع کے ماہر نقاد کی بھی ہو سکتی ہے لیکن کوئی ایسی بات جو لوگوں کے درمیان مسلمہ ہو اس پر کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے ورن

کا مشرق سے نکلنا مغرب میں غروب ہونا اس کے لئے کسی دلیل وحوالہ کی ضرورت نہیں۔

چھٹی خصوصیت: یہ ہے کہ مقالہ میں حقائق کو غیر جانبدارانہ اور بے لاگ انداز میں پیش کیا گیا ہو اس لئے کہ تحقیق میں تاثر سے زیادہ ٹھوس حقائق کی اہمیت ہوتی ہے کسی رائے کی تردید کرتے ہوئے اسکالر کو تند و تلخ اور طنزیہ لہجہ اختیار نہیں کرنا چاہئے بعض حضرات نے متنازعہ شخصیات پر لکھتے ہوئے ان کے مخالفین کے لئے گھٹیا اور غیر معیاری زبان استعمال کی ہے جو خود ان کی اخلاقی پستی، پست جبلتی اور کم علمی کا نمونہ ہے بلکہ یہ تھیسس اس قابل ہیں کہ ان پر متعلقہ یونیورسٹیز خود ایکشن لیتے ہوئے انہیں نا قابل اشاعت قرار دے دیں۔

اس لئے کہ علمی دنیا میں معیاری و مدلل تنقید لائق تحسین ہے اس کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے مگر تحقیق کی آڑ میں تخریب وتحقیر کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

ساتویں خصوصیت: یہ ہونی چاہئے کہ محقق حقائق و واقعات کے اخذ و اکتساب میں حوالہ جات نقل کرتے ہوئے بخل سے کام نہ لے (۲۸) حوالہ دراصل اعتراف ہے اور صحت کی تصدیق کا ذریعہ بھی معروف ہندوستانی محقق ڈاکٹر گیان چند لکھتے ہیں خیال رکھئے حواشی متن پر غالب نہ ہونے پائیں تشریحی نوٹس کم سے کم ہوں اور زیادہ سے زیادہ مختصر ہوں۔(۲۹)

حواشی وحوالہ جات:

اس موقع پر میں حواشی کے حوالہ سے تفصیلی وضاحت کرنا چاہوں گا اس لئے کہ طلبہ کو زیادہ مشکل اسی میں پیش آتی ہے، حاشیہ عربی زبان کا لفظ ہے لسان العرب کے مطابق اس کی یہ تعریف کی گئی ہے کل شیئی اجانبہ و طرفہ (۳۰) یعنی متن کے اطراف وجوانب میں جو کچھ ہو وہ حاشیہ کہلائے گا، ڈاکٹر گیان چند لکھتے ہیں نوٹ دو قسم کے ہوتے ہیں پہلی قسم مأخذ کی اطلاع دینے والے انہیں حوالہ کہا جاتا ہے دوسری قسم مأخذ پر تبصرہ کرنے والے اور معلومات میں اضافہ کرنے والے انہیں حاشیہ کہتے ہیں۔(۳۱) حقیقت یہ ہے کہ حاشیہ ایک کثیر الجہت لفظ ہے انگریزی میں اس کے لئے Border Margin اور Foot Notes

کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔(۳۲)

حاشیہ میں مزید مأخذ یا متن کی عبارت کی وضاحت یا مذکورہ شخص کا تعارف یا قاری کو اسی پہلو پر مزید تفصیل کے لئے اسی کتاب کے کسی اور حصہ کی طرف رجوع کرنے کے لئے رہنمائی کی جاتی ہے۔(۳۳) جہاں تک حوالہ جات کا تعلق ہے یہ ہر صفحہ کے نیچے آنے چاہئیں کمپیوٹر کے نئے پروگرام میں بھی یہ سہولت موجود ہے ہر فصل یا باب کے جملہ حواشی فصل یا باب کے اختتام پر بھی منسلک کئے جاسکتے ہیں دونوں صورتوں میں حوالہ وحوشی کے نمبر مسلسل شمار کئے جائیں ہر صفحہ کے حواشی نمبر الگ الگ نہ ڈالیں جائیں۔

حوالہ دیتے ہوئے پہلے مصنف کے نام کا آخری حصہ لکھئے پھر بقیہ نام اس کے بعد کتاب کا نام پھر مقام اشاعت اس کے بعد ملک کا نام پھر ناشر کا نام آخر میں سنہ طباعت اس کے بعد کتاب کی جلد اور متعلقہ صفحہ لکھیں مثلاً:

ابو سلیمان، الدکتور عبد اللہ ابراہیم/ کتابۃ البحث العلمی صیاغۃ جدیدۃ/ جدۃ سعودی عرب، دار الشروق ۱۹۹۲ء/ ج۱، ص ۵

اگر مصنف کا نام صرف دو حرفی ہو مثلاً عبد اللہ تو اسے اسی طرح لکھا جائے گا البتہ اس کے ساتھ اگر کوئی لقب مثلاً مولانا یا ڈاکٹر لکھا ہو تو اسے کومہ کے بعد لکھ دیں گے، جیسے عبد اللہ، الدکتور۔ اگر کتاب کی صرف ایک ہی جلد ہو تو صرف صفحہ نمبر لکھا جائے گا۔

حوالہ کی ایک آسان صورت یہ ہے کہ مصنف کا نام کتاب پر جس طرح لکھا ہو بعینہ اسی طرح لکھ کر بقیہ تفصیل مندرجہ بالا طریقہ کے مطابق لکھیں اس لئے کہ طلبہ کے لئے دو حرفی اور سہ حرفی نام کی شناخت یا کنیت وتخلص کی شناخت پریشانی کا سبب بنتی ہے اور کوئی واضح اصول اس کا حل پیش کرنے سے قاصر ہے بلکہ بعض ناموں کے ساتھ تین تین نسبتیں ہوتی ہیں مثلاً مولانا ظفر احمد عثمانی، تھانوی، دیوبندی۔ طالب علم حیران ہوتا ہے کہ کون سی نسبت سرنیم میں رکھے اس حوالہ سے شہرت بھی کوئی واضح اصول فراہم نہیں کرتی ہے البتہ انگریزی ناموں میں یہ مشکل کم پیش آتی ہے وہاں سرنیم (نام کا آخری حصہ) کالحاظ رکھا جائے تو بہتر ہے۔

اگر کسی کتاب کے دو یا تین مصنف ہوں تو تینوں کا نام اسی ترتیب سے لکھا جائے مثلاً محمد حامد ومحمد عطیہ واسماعیل، فی علم النفس لکھ کر بقیہ تفصیل حسب سابق لکھیں۔(۳۴) اگر اس سے زیادہ ہوں تو کتاب جس کے نام سے مشہور ہے صرف اسی کا نام لکھ دیں مثلاً احمد الاسکندری و دیگر المنتخب من أدب العربی/ ج۱، ص۹۴۔ (۳۵) یہ اصول پہلی دفعہ جب کسی کتاب کا ذکر کیا جائے تو جاری ہوگا جب دوبارہ اسی کتاب سے حوالہ دینا ہو تو زیادہ بہتر صورت یہ ہے کہ مصنف کا نام یا سرنیم اور کتاب کا نام مع صفحہ دے دیں لیکن اگر صرف کتاب کا نام مع صفحہ دے دیا تو یہ بھی درست کہا جائے گا مثلاً أحمد الاسکندری/ المنتخب من ادب العربی/ ج۱، ص۲۵ یا المنتخب من ادب العربی/ ج۱، ص۱۲۵ اگر ایک دفعہ حوالہ دینے کے بعد دوبارہ اسی جگہ اسی کتاب سے حوالہ دینا ہو تو صرف ایضاً لکھ کر جلد اور صفحہ لکھ دیں۔ (۳۶)

اگر کسی ایسی کتاب سے اقتباس لیا ہو جو کسی اور زبان سے ترجمہ شدہ ہو تو اس کا حوالہ دیکر مترجم کا نام لکھ دینا چاہئے مثلاً:

آدم متز: الحضارۃ الاسلامیۃ فی القرن الرابع الہجری/ ج۱، ص۱۹۲ عربی سے ترجمہ محمد عبد الہادی۔ اگر کسی کتاب میں کوئی پیراگراف مصنف نے کسی اور کتاب کا دیا ہو تو بہتر یہ ہے کہ اس پیراگراف کو اصل کتاب سے ٹیلی کر کے لیا جائے لیکن اگر وہ اصل کتاب دستیاب نہ ہو تو حوالہ اس طرح لکھا جائے گا۔

ابن الجوزی مرآۃ الزمان/ ج۸، ص ۲۲۷ سے جورجیس عواد نے اپنی خزائن الکتب القدیمۃ فی العراق میں بیان کیا ہے/ ص ۱۵۵۔ (۳۷)

اگر حوالہ کسی مخطوطہ کا دینا ہو تو اس طرح لکھیں گے۔

ابن حجر/ رفع الاصر عن قضاۃ المصر/ ص ۲۹۵/ مخطوط، دار الکتب المصریہ نمبر ۱۰۵ تاریخ ۱۹۳۵ء

اقتباس جتنے صفحات سے لیا گیا ہو ان سب کا حوالہ دیں مثلاً ج۱، ص ۲۵۔۲۸ (۳۸)

اگر حوالہ کسی رسالہ کا دیا جائے تو اس کا طریقہ یہ ہے پہلے مقالہ کا عنوان پھر مقالہ نگار

کا نام اس کے بعد رسالہ کا نام پھر جلد نمبر شارہ نمبر اس کے بعد بریکٹ میں رسالہ کی تاریخ اشاعت لکھیں آخر میں صفحہ نمبر لکھیں۔(۳۹) مثلاً:

پہلی سیرت انسائیکلو پیڈیا/ مقالہ نگار: مفتی محمد نعیم/ ششماہی علوم اسلامیہ انٹرنیشنل/ ج۱، شمارہ۱(فروری تا جولائی ۲۰۰۵ء)/ص ۲۵۷۔(۴۰)

اگر حوالہ کسی لغت کا دینا ہو تو مادہ کا ذکر کر کے لغت کا نام لکھ دینا چاہئے۔(۴۱) مثلاً مادہ سول فرہنگ/ آصفیہ/ ج۳، ص۱۰ (جلد و صفحہ بھی دیا جائے تو بہتر ہے)

خلاصہ

مقالہ کے اختتام پر ایک خلاصہ اردو اور انگریزی میں ہونا چاہئے جس میں ہر باب اور فصل میں جو خلاصہ بحث ہے اسے ابواب کی ترتیب سے چند چند سطروں میں بیان کیا جانا چاہئے، تاکہ مختصر وقت میں مقالہ کا جائزہ لیا جا سکے جو اردو سے واقف نہ ہو وہ انگریزی سے استفادہ کر لے۔

کتابیات:

مقالہ کا آخری حصہ کتابیات پر مشتمل ہوتا ہے، کتابیات ہر زبان کی الگ الگ ہونی چاہئے مثلاً اردو کتابیات، عربی کتابیات، انگریزی کتابیات، مخطوطات، رسائل و جرائد، آڈیو ویڈیو وغیرہ۔

کتابیات ابجدی ترتیب (ڈکشنری کے اصول) پر ہونی چاہئے۔

اشاریہ سازی:

مقالات پر اشارے بھی لگائے جاتے ہیں اور یہ اشارے مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔
سب سے آخر میں مقدمہ تحریر کرنا چاہئے تاکہ مطالعہ کرنے والے پہلی نگاہ میں بھرپور متاثر ہوں۔

یہ کچھ مختصر معلومات ریسرچ اسکالرز کے لئے تحریر کردی ہیں۔

تفصیلی استفادہ کے لئے میری ترجمہ شدہ شلبی کی کتاب کیف تکتب بحثا او رسالۃ دراسۃ منہجیۃ سے استفادہ کیا جائے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ محفوظ عزام/ الموضوعیۃ فی البحث العلمی/ الدراسات الاسلامیۃ/ مجمع البحوث اسلامیۃ الجامعۃ الاسلامیۃ العالمیۃ اسلام آباد جنوری۔ مارچ ۱۹۹۶ء/ص ۹۴

۲۔ الخطیب، الدکتور محمد عجاج/ لمحات فی المکتبۃ والبحث والمصادر دمشق، شام کلیۃ الشریعۃ جامعۃ دمشق ۱۹۷۱ء/ص ۸۸

۳۔ ایضاً

۴۔ عقیلہ شاہین، ڈاکٹر/ تحقیق، ادبی تحقیق اور شعبہ اردو اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور/ قومی زبان (ماہنامہ) کراچی، اکتوبر ۱۹۹۴ء/ص ۵۸

۵۔ صدیقی، ڈاکٹر نور الاسلام/ ریسرچ کیسے کریں؟/ نئی دہلی انڈیا۔ شاد پبلی کیشنز ۱۹۹۰ء/ص ۱۔۲ پر تفصیل ملاحظہ کریں۔

6. Robert Ross, Research, an Interoduction- Newyork. London. Barnes and noble Books. 1974. P.4

7. Sheridan Baker, The Practical stylist. NewYork London, Thomasyc Romwell co. 1977. P. 85

۸۔ نجم السلام، ڈاکٹر/ تحقیق کی چند تعریفات/ تحقیق (ششماہی) سندھ یونیورسٹی جامشورو/ ج ۱، ش ۲، (اکتوبر ۱۹۸۸ء)/ص ۳۷۲

۹۔ الموضوعیۃ فی البحث العلمی/ الدراسات الاسلامیۃ (جنوری مارچ ۱۹۹۶ء)/ص ۹۸

۱۰۔ عقیلہ شاہین، ڈاکٹر/ تحقیق، ادبی تحقیق اور شعبہ اردو اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور/ قومی زبان (اکتوبر ۱۹۹۳ء)/ص ۶۰

۱۰۔ شلبی، دکتور احمد/ کیف تکتب بحثا او رسالۃ دراسۃ منہجیۃ / قاہرہ، مصر مکتبۃ النہضۃ المصریۃ ۱۹۷۴ء/ص ۱۳۳

۱۱۔ لیکن زیادہ بہتر یہ ہے کہ جس یونیورسٹی میں جو طریقہ رائج ہو وہ اختیار کرلیا جائے اور مقالہ کا عنوان اگر ایک لائن میں آئے تو زیادہ بہتر ہے ورنہ پہلی لائن بڑی دوسری اس سے چھوٹی تیسری اس سے چھوٹی رکھیں۔ عنوان ہمیشہ جامع ومختصر ہو اور ایسا عنوان رکھا جائے جو موضوع کی

وضاحت کے ساتھ حد بندی بھی کرتا ہو اور کام کے طریقہ کار کی وضاحت کے لئے ''تقابلی مطالعہ۔ تنقیدی مطالعہ۔ تجزیاتی مطالعہ اور تاریخی مطالعہ'' کے جملہ کا اضافہ کر دینا چاہئے مزید تفصیل کے لئے دیکھئے پروفیسر عبدالستار دلوی، مقالہ کی پیش کش مشمولہ اردو میں اصول تحقیق ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش/ ورڈ ویژن پبلشرز بلیوایریا اسلام آباد ۱۹۹۵ء/ ج ۱، ص ۲۴۴۔ ۲۴۵

۱۲۔ عمار بوحوش، الدکتور والدکتور۔ محمد محمود الذیبات/ مناہج البحث العلمی اسس واسالیب/ الزرقاء الاردن مکتبۃ المنار ۱۹۸۹ء/ ص ۱۷۳۔

۱۳۔ ایضاً/ ص ۱۷۴۔ اس کے علاوہ ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ فہرست مضامین کے علاوہ کوئی فہرست نہیں دی جاتی دیگر فہارس اشاریہ کی صورت میں آخر میں منسلک کر دی جاتی ہے۔

۱۴۔ سروہی، محمد اسلم/ معیاری تحقیقی مقالے کی خصوصیات/ قومی زبان (ماہنامہ) کراچی (دسمبر ۱۹۹۸ء)/ ص ۶۷

۱۵۔ عمار بوحوش، الدکتور/ منہاج البحث العلمی اُسس واسالیب/ ص ۱۷۵

۱۶۔ دلوی، پروفیسر عبدالستار/ مقالہ کی پیش کش مشمولہ اردو میں اصول تحقیق/ ج ۱، ص ۲۴۷

۱۷۔ فتح پوری، ڈاکٹر فرمان/ ابجدی ترتیب کا مسئلہ مشمولہ اردو میں فنی تدوین/ ڈاکٹر ایم ایس ناز/ اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی ۱۹۹۱ء/ ص ۱۲۸

۱۸۔ ایک صورت یہ بھی اختیار کی جاسکتی ہے کہ مقدمہ کے صفحات شمار کرنے کے لئے انگریزی ہندسہ اور تھیس کے صفحات شمار کرنے کے لئے اردو یا عربی کے ہندسہ استعمال کئے جائیں۔

۱۹۔ دلوی، پروفیسر عبدالستار/ مقالہ کی پیش کش مشمولہ اردو میں اصول تحقیق/ ج ۱، ص ۲۵۳

۲۰۔ شلبی/ کیف تکتب بحثا اُورسالۃ/ ص ۷۸

۲۱۔ سروہی، محمد اسلم/ معیاری تحقیقی مقالے کی خصوصیات قومی زبان کراچی دسمبر ۱۹۹۸ء/ ص ۶۷

۲۲۔ شلبی/ کیف تکتب بحثا اورسالۃ/ ص ۸۲

۲۳۔ ایضاً/ ص ۸۴

۲۴۔ ایضاً/ ص ۸۵

۲۵۔ گیان چند، ڈاکٹر/ تحقیق کا فن/ اسلام آباد مقتدرہ قومی زبان ۱۹۹۴ء/ ص ۳۰۰

۲۶۔ دلوی، عبدالستار/ مقالہ کی پیش کش مشمولہ اردو میں اصول تحقیق/ ج ۱، ص ۵۹

۲۷۔ شلبی/ کیف تکتب بحثا اورسالۃ/ ص ۱۹۶ اور ص ۹۸

۲۸۔ سروہی، محمد اسلم/ معیاری تحقیقی مقالہ کی خصوصیات قومی زبان دسمبر ۱۹۹۸ء

۲۹۔ گیان چند، ڈاکٹر/تحقیق کا فن/ص ۳۰۴

۳۰۔ محمد طفیل، ڈاکٹر/ حاشیہ نگاری مشمولہ اردو میں فنی تدوین/ص ۳۰۱

۳۱۔ تحقیق کا فن/ص ۳۰۴

۳۲۔ شاہدہ یوسف/تحقیقی عمل میں حواشی وتعلیقات کا مقام قومی زبان ستمبر ۱۹۹۶ء/ص ۲۳

۳۳۔ محمد طفیل۔ڈاکٹر/ حاشیہ نگاری مشمولہ اردو میں فنی تدوین/ص ۳۰۷۔۳۰۹۔

۳۴۔ شبلی/ کیف تکتب بحثا اور رسالۃ/ص ۱۰۶ پر مزید تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

۳۵۔ ایضاً/ص ۱۰۶

۳۶۔ ایضاً/ص ۱۰۷

۳۷۔ ایضاً/ص ۱۰۸

۳۸۔ ایضاً/ص ۱۱۰

۳۹۔ ایضاً/ص ۱۰۸

۴۰۔ رسالہ کا حوالہ دینے کا جو اصول شبلی نے دیا ہے میں اسے اختلاف رکھتا ہوں اس لئے کہ مصنف کا نام آغاز میں دینے کی جو روایت تھی وہ ٹوٹ ہی ہے رسالہ پر میں نے ششماہی کے لفظ کا اضافہ کیا ہے شبلی نے فقط رسالہ کا نام دینے کا مشورہ دیا ہے، جس سے یہ واضح نہیں ہوتا یہ رسالہ ماہنامہ ہے یا ششماہی وغیرہ مقام اشاعت جو کہ کتابوں کے حوالہ میں لازمی دیا جاتا تھا یہاں نہیں دیا گیا ہے۔

۴۱۔ گیان چند، ڈاکٹر/تحقیق کا فن/ص ۳۱۲، لیکن میرا خیال ہے جلد اور صفحہ نمبر بھی دے دینا چاہئے۔

۴۲۔ تحقیق میں اشاریہ سازی کی اہمیت/شاہدہ یوسف/ ماہنامہ قومی زبان (ستمبر ۱۹۹۷ء)/ص ۱۵۔۱۴

۴۳۔ تحقیق نامہ لاہور شعبہ اردو گورنمنٹ کالج ۱۹۹۲ء/ص ۱۹۲ بحوالہ بالا

۴۴۔ ایضاً/ بحوالہ گیان چند تحقیق کا فن/ص ۳۴۸